

## اردو تراجم قرآن پر ایک نظر (۵)

مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں

### (۴۶) حال کا ایک خاص استعمال

عربی زبان میں حال کا عام استعمال تو فعل کی انجام دہی کے وقت ذوالحال کی حالت بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے، جیسے جاء زيد را کبالی یعنی زید سوار ہو کر آیا۔ لیکن حال کا ایک استعمال اس وقت بھی ہوتا ہے جب ایک فعل کے فوراً بعد دوسرا فعل شروع ہوتا ہے، ترجمہ میں اس کی رعایت سے ترجمہ کی معنویت بڑھ جاتی ہے۔ بعض مترجمین نے کچھ مقامات پر اس استعمال کے مطابق ترجمہ کیا ہے، جبکہ بعض دوسرے مقامات پر اس طرح ترجمہ نہیں کیا گیا، حالانکہ وہاں بھی اسی طریقہ پر ترجمہ کرنا زیادہ مناسب لگتا ہے، مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيَهُمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا (النساء: ۶۴)

”پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آپڑتی ہے؟ اُس وقت یہ تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف بھلائی چاہتے تھے اور ہماری نیت تو یہ تھی کہ فریقین میں کسی طرح موافقت ہو جائے۔“ (سید مودودی)

”پھر کیا بات ہے کہ جب ان پر ان کے کروت کے باعث کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو پھر یہ آپ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف بھلائی اور میل ملاپ ہی کا تھا۔“ (محمد جونا گڑھی)

پہلے ترجمہ میں ”قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں“ ہے، جس کے مقابلے میں دوسرا ترجمہ زیادہ مناسب ہے، یعنی آکر قسمیں کھاتے ہیں۔

(۲) مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ۔ (الانبیاء: ۴)

”ان کے پاس کوئی نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر وہ اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔“ (فتح محمد)

\* ہیڈ آف ریسرچ دارالشریعت متحدہ عرب امارات - mohiuddin.ghazi@gmail.com

(جالندھری)

اس ترجمے کے مقابلے میں ذیل کے ترجمے زیادہ مناسب ہیں:

”ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاد دہانی نہیں آتی مگر یہ کہ ان کا گرسن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں“۔ (ذیشان جوادی)

”ان کے پروردگار کے پاس سے کوئی بھی نئی سے نئی نصیحت آئے، یہ اسے سن کر کھیل تماشے میں لگے رہتے ہیں“۔

(امانت اللہ اصلاحی)

(۳) وَ نَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا۔ (مریم: ۵۲)

”ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے ندا کی اور رازگوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا“۔ (محمد جونا گڑھی)

”اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا“۔ (احمد رضا خان)

”رازگوئی کرتے ہوئے“، یا ”رازگوئی کرنے کو“، کے بجائے ترجمہ حسب ذیل ہونا چاہئے:

”اور ہم نے اس کو طور کے مبارک کنارے سے آواز دی اور قریب کر کے اس سے سرگوشی کی“۔ (امانت اللہ

اصلاحی)

(۴) وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا

عَوَجًا۔ (الاعراف: ۸۶)

”اور ہر راہ میں دھمکیاں دیتے، اہل ایمان کو اللہ کی راہ سے روکتے اور اس راہ کو کج کرتے نہ بیٹھو“۔ (اصلاحی)

اس آیت میں تین افعال بطور حال آئے ہیں، ان کا ترجمہ حسب ذیل ہونا چاہئے:

”اور ہر راستے میں بیٹھ کر جو ایمان لائے انہیں دھمکیاں نہ دو اور اللہ کی راہ سے نہ روکو اس میں کجی کی خواہش کے

ساتھ“۔ (امانت اللہ اصلاحی)

(۵) وَ نَسُوفُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَرُودًا۔ (مریم: ۸۶)

”اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے“۔ (احمد رضا خان)

درست ترجمہ حسب ذیل ہے:

”اور مجرموں کو بانک کر جہنم کے گھاٹ پر پہنچائیں گے“۔ (امانت اللہ اصلاحی)

(۵) فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ۔ (البقرہ: ۲۱۳)

”پھر اللہ نے انبیاء بھیجے جو خبری دیتے اور ڈر سناتے“۔ (احمد رضا خان)

”تو اللہ نے اپنے انبیاء بھیجے جو خوشخبری سناتے اور خبردار کرتے آئے“۔ (امین احسن اصلاحی)

درست ترجمہ یوں ہوگا:

”تو اللہ نے اپنے انبیاء بھیجے جنہوں نے آکر خوشخبری سنائی اور خبردار کیا“۔ (امانت اللہ اصلاحی)

بعض مترجمین نے یہاں حال کے بجائے صفت کا ترجمہ کر دیا ہے لیکن ایسا کرنا زبان کے قواعد سے مطابقت نہیں رکھتا، جیسے:

”تب اللہ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کج روی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے“ (سید موودوی)

### (۴۷) سَرِيعُ الْحِسَابِ اور سَرِيعُ الْعِقَابِ کا مطلب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کے طور پر سَرِيعُ الْحِسَابِ کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ سَرِيعُ الْعِقَابِ بھی آیا ہے۔ سَرِيعُ الْحِسَابِ کے مفہوم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے: والمعنی فی الآیة: ان اللہ سبحانہ سریع الحساب، لایحتاج الی عد ولا الی عقد ولا الی اعمال فکر کما یفعله الحساب... فاللہ جل وعز عالم بما للعباد وعلیہم فلا یحتاج الی تذکر وتأمل، اذ قد علم ما للمحاسب وعلیہ، لان الفائدة فی الحساب علم حقیقته... وقیل: معنی الآیة سریع بمحییء یوم الحساب، فالمقصد بالآیة الانذار بیوم القیامة. (تفسیر القرطبی، البقرة، الآیة: ۲۰۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرطبی نے آیت کے جس مفہوم کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ جب کسی کا حساب کرتا ہے تو اسے حساب کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ دوسرا مفہوم جو بعض لوگوں نے لیا ہے، وہ یہ ہے کہ حساب کا دن اللہ بہت جلدی لے آئے گا۔ لیکن اس دوسرے مفہوم کے لئے جو تکلف آمیز تاویل کرنا پڑتی ہے، وہ مخفی نہیں ہے، اسی لیے قرطبی نے اسے صیغہ تضعیف سے ذکر کیا ہے۔

شیر احمد عثمانی نے دونوں مفہوم بیک وقت مراد لیے ہیں، وہ لکھتے ہیں: ”یعنی حساب کا دن کچھ دور نہیں، جلد آنے والا ہے اور جب حساب شروع ہوگا، تمام دنیا کا پائی پائی کا حساب بہت جلد بے باق کر دیا جائے گا“۔ (شیر احمد عثمانی) لیکن یہ دونوں معنی بیک وقت لینا صحیح نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید میں ایسے ہر مقام پر ایک ہی مفہوم لینا درست ہے اور وہ یہ کہ اللہ کو حساب لینے میں دیر نہیں لگتی ہے۔ کیونکہ لفظ سریع کسی کام کو جلدی سے انجام دینے کے لئے آتا ہے، نہ کہ کسی کام کے وقت کے قریب آجانے کے لئے۔ مثال کے طور پر اگر یہ کہنا ہو کہ زید کھانا جلدی کھا لیتا ہے تو کہیں گے: زید سریع الاکل۔ لیکن اگر یہ کہنا ہو کہ زید جلدی کھانا کھا لے گا (مراد یہ ہو کہ وہ عنقریب کھانا کھا لے گا) تو اس کے لیے زید سریع الاکل نہیں کہا جائے گا۔ سریع کے لفظ کا مفہوم انگریزی مترجمین نے زیادہ تر Swift کے لفظ سے کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ یہ سریع کے مفہوم کی انگریزی زبان میں ادائیگی کے لئے بہت مناسب لفظ ہے۔

تراجم قرآن کا جائزہ لیتے ہوئے کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی ترجمہ قرآن میں مختلف مقامات پر اس ایک لفظ کا مختلف طرح سے ترجمہ کیا گیا ہے، مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً إِذًا جَاءَهُ لَمْ

يَجِدُهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابُهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (النور: ۳۹)

”اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا (آدمی) اس کو (دور سے) پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو (جو سمجھ رکھا تھا) کچھ بھی نہ پایا اور قضاء الہی کو پایا، سو اللہ تعالیٰ نے اس (کی عمر) کا حساب اس کو برابر سرا بر چکا دیا (یعنی عمر کا خاتمہ کر دیا) اور اللہ تعالیٰ دم بھر میں حساب (فیصل) کر دیتا ہے۔“ (اشرف علی تھانوی، یہاں ترجمہ صحیح کیا ہے)

(۲) أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (البقرة: ۲۰۲)

”ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملے گا، بدولت ان کے عمل کے، اور اللہ تعالیٰ جلد ہی حساب لینے والے ہیں۔“ (اشرف علی تھانوی، یہاں ترجمہ صحیح نہیں ہے)

(۳) أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ (آل عمران: ۱۹۹)

”ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کر دیں گے۔“ (اشرف علی تھانوی، یہاں ترجمہ صحیح نہیں ہے)

بہت سارے مترجمین سرریع الحساب کا ترجمہ کرتے ہیں: بے شک اللہ جلد حساب چکانے والا ہے، یا جلدی حساب چکانے والا ہے، اس ترجمہ سے واضح نہیں ہوتا کہ مراد کیا ہے، کیونکہ اردو زبان کے لحاظ سے ذہن دونوں طرف جاسکتا ہے، یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ حساب کا وقت جلد آنے والا ہے، اور یہ بھی کہ جب اللہ حساب چکائے گا تو بہت جلدی چکا دے گا اور اس کام میں اس کو ذرا دیر نہیں لگتی ہے۔ ذہن کو دوسری طرف جانے سے بچانے کے لئے ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ ”اللہ کو حساب چکاتے دیر نہیں لگتی“؛ بعض مترجمین اس امر کا لحاظ کرتے ہیں لیکن بعض کے یہاں اس کا لحاظ نہیں ملتا۔

سرریع الحساب کی طرح سرریع العقاب کا مطلب بھی یہ ہوگا کہ اس کو سزا دینے میں دیر نہیں لگتی، نہ یہ کہ وہ جلد اور عنقریب سزا دینے والا ہے:

إِنَّ رَبَّنَا سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (الانعام: ۱۶۵)

”پیشک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی اور پیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔“ (احمد رضا خان)

(۲۸) فَمَنْ تَمَنَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ۔ (البقرة: ۱۹۶)

اس آیت کا ترجمہ لوگوں نے عام طور سے یوں کیا ہے:

”تو جو کوئی حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھائے تو وہ قربانی پیش کرے جو میسر آئے۔“ (امین احسن اصلاحی)

عام طور سے مترجمین اور مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا، اور پھر تکلف سے بھر پور تاویلوں پر مجبور ہوئے، کیونکہ حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھانے کا مطلب واضح نہیں ہو پاتا۔ کیونکہ جب ایک شخص عمرہ کر کے احرام کی پابندیوں سے حج تک کے لیے آزاد ہو گیا، تو اس میں حج تک عمرہ سے فائدہ اٹھانے کا کیا مطلب ہوا؟

مولانا امانت اللہ اصلاحی نے آیت کا ترجمہ اس طرح تجویز کیا ہے:

”تو جو کوئی حج کے ساتھ ساتھ پہلے عمرہ سے فائدہ اٹھائے تو وہ قربانی پیش کرے جو میسر آئے“۔ (امانت اللہ اصلاحی)

حج کے ساتھ عمرہ سے فائدہ اٹھانے کا مطلب بہت واضح ہے کہ جو ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں کر لے۔ اس مفہوم کو اختیار کرنے سے سارے اشکالات اور تکلفات از خود دور ہو جاتے ہیں، اور مطلب یہ ہوا کہ اس نے ایک ہی سفر میں عمرہ کا بھی فائدہ حاصل کیا اور ساتھ ہی حج کا بھی فائدہ حاصل کر لیا۔

مخصوص مقامات پر الی، مع کے معنی میں آتا ہے، اس پر نحو قرآنی کے امام فراء نے بہت اچھی گفتگو کی ہے، وہ کہتے ہیں:  
وانما يحوز ان تجعل (الی) موضع (مع) اذا ضممت الشئ الى الشئ مما لم يكن معه؛ كقول العرب: ان الذود الى الذود ابل، أى اذا ضممت الذود الى الذود صارت ابلا. فاذا كان الشئ مع الشئ لم تصلح مكان مع الی، ألا ترى أنك تقول: قدم فلان ومعه مال كثير، ولا تقول في هذا الموضع: قدم فلان واليه مال كثير. (معانی القرآن للفراء: ۱/۲۱۸)

الی بمعنی مع کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ۔ (النساء: ۲)

”اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ“۔ (سید مودودی)

(۲) وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ۔

(التوبة: ۱۲۵)

”اور جن کے دلوں میں روگ ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی“۔ (محمد جونا

گرھی)

(۳) وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ۔ (سود: ۵۲)

”اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا“۔ (سید مودودی)

(۴) قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْتِكَ إِلَىٰ نَعَايِهِ۔ (ص: ۲۴)

”آپ نے فرمایا! اس کا اپنی دنیوں کے ساتھ تیری ایک دنی ملا لینے کا سوال بیشک تیرے اوپر ایک ظلم ہے“۔

(محمد جوناگرھی)

(۴۹) إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ

يَطُوفَ بِهِمَا۔ (البقرة: ۱۵۸)

اس آیت کا ترجمہ عموماً یوں کیا گیا ہے:

”یقیناً صفا اور مروہ، اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ کی

بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کر لے“۔ (سید مودودی)

”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، اس لئے بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنے والے پران کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں“۔ (محمد جو ناگرھی)

مولانا امانت اللہ اصلاحی حرف باء کو معیت کا مان کر اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

”یقیناً صفا اور مروہ، اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں لہذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس پر کوئی حرج نہیں کہ (بیت اللہ) کا طواف ان دونوں (صفا و مروہ) کے ساتھ کرے“۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ طواف کا لفظ خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے کے لئے تو آتا ہے، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے لئے نہیں آتا، مزید یہ کہ حرف باء دو چیزوں کے درمیان کے معنی میں نہیں آتا ہے۔ اس ترجمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کوئی علیحدہ اور مستقل عمل نہیں ہے بلکہ خانہ کعبہ کے طواف سے ملحق عمل ہے۔ یعنی یا تو صرف خانہ کعبہ کا طواف ہوگا، جو عام حالات میں ہوتا ہے، اور یا پھر حج اور عمرہ کے ذیل میں خانہ کعبہ کا طواف صفا اور مروہ کی سعی کے ساتھ ہوگا۔

### (۳۵) دُعَى اللہ کا ترجمہ

دعا کا مطلب بلانا اور پکارنا ہوتا ہے، جس کو بلایا جائے وہ مفعول بہ یا نائب فاعل بنتا ہے، اگر کسی کی طرف بلایا جانا مقصود ہو تو جس کی طرف بلایا جانا ہے اس پر الی کا صلہ لگتا ہے، اس کی مثالیں قرآن مجید میں خوب ہیں، جیسے:

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ۔ (النور: ۴۸)

”جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور رسول کی طرف، تا کہ رسول ان کے آپس کے مقدمے کا فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق کتر اجاتا ہے“۔ (سید مودودی)

یہاں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جانے کی بات ہے اس لئے الی کا استعمال کیا گیا ہے۔

وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَأَدْخُلُوا۔ (الاحزاب: ۵۳)

”ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو“۔ (احمد رضا خان)

یہاں مخاطب کو بلائے جانے کی بات ہے اس لئے مخاطب کی ضمیر بغیر الی کے مذکور ہے۔

مذکورہ ذیل آیت میں دعی کے بعد اللہ کا لفظ بغیر الی کے آیا ہے، اس کے باوجود بعض مترجمین نے اللہ کو پکارنے کے بجائے اللہ کی طرف بلائے جانے کا ترجمہ کیا، جو زبان کے قواعد کے خلاف ہے۔

ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكَ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ۔

(غافر: ۱۲)

”یہ حالت جس میں تم بتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اُس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے“۔

(سید مودودی)

”یہ انجام تمہارے سامنے اس وجہ سے آیا کہ جب اللہ واحد کی دعوت دی جاتی تو تم اس کا انکار کرتے اور اگر اس کے شریک ٹھہرائے جاتے تو تم مانتے۔ تو اب فیصلہ خدائے بلند و عظیم ہی کے اختیار میں ہے۔“ (امین احسن اصلاحی)

یہ دونوں ترجمے درست نہیں ہیں، دراصل آیت میں نہ اللہ کی طرف بلایا جانا مراد ہے اور نہ اللہ کی دعوت دینا، کیونکہ دونوں صورتوں میں الٰہی کا صلہ آنا ضروری تھا، دراصل آیت میں تو تمہا اللہ کو پکارنا مراد ہے۔ اور پکارنے سے بھی دراصل عبادت کرنا مراد ہے۔

اکثر مترجمین نے آیت کا درست ترجمہ کیا ہے جیسے:

”یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور ان کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے تو حکم اللہ کے لیے ہے جو سب سے بلند بڑا۔“ (احمد رضا خان)

آیت کے دوسرے حصے وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ پہلے حصے میں تمہا اللہ کی عبادت کی بات کی جا رہی ہے نہ کہ اللہ کی طرف دعوت دینے کی بات۔

اس آیت کے مضمون سے ملتا جلتا مضمون سورہ زمر کی مذکورہ ذیل آیت میں بیان ہوا ہے:

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۔ (الزمر: ۲۵)

”جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔“ (سید مودودی)

اسلامک رائٹرز فورم پنجاب کے زیر اہتمام  
دینی و عصری تعلیمی اداروں کے طلبہ کے مابین  
دوسرا مقابلہ مضمون نویسی

\_\_\_\_\_ عنوان: اسلام اور امن عالم \_\_\_\_\_

فل اسکیپ کے ۷ سے ۱۰ صفحات۔ آخری تاریخ: ۱۵ مئی ۲۰۱۵ء

رابطہ: حافظ خرم شہزاد، گلی نمبر ۷، حبیب پورہ، کاموٹی، گوجرانوالہ

0333-8214981 - 0302-6140761